



اود

# علامہ اقبال

رحمۃ اللہ علیہ

مُصنّف: سید نور محمد قادری

ناشر

مجلس خدام اسلام (لاہور)

## سلسلہ مطبوعات نمبر ۲

نام کتاب \_\_\_\_\_ میلاد شریف اور علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ

تحریر \_\_\_\_\_ سید نور محمد قادری

تعداد \_\_\_\_\_ ایک ہزار

ناشر \_\_\_\_\_ مجلس خدام اسلام لاہور

بدینہ \_\_\_\_\_ دعائے خیر

نوٹ :- بیرد خجالت کے حضرات ایک روپیہ کے  
ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں۔

کتاب منگوانے وترسیل زر کا پتہ

منصور اصغر صدر مجلس خدام اسلام

اونچی مسجد حنفیہ رضویہ ٹھٹھی ملاحاں

اندرون ٹیکسالی گیٹ لاہور

پوسٹ کوڈ نمبر ۵۴۰۰۰

## انتساب

میں اس تالیف کو مرشد اقبال حضرت قاضی سلطان محمد  
صاحب قادری رحمۃ اللہ علیہ (م ۱۹۱۹ء) و بار آوان شریف ضلع گجرات  
کی بارگاہ عالی میں پیش کرتا ہوں۔ حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
فائدہ ان کے بھی مربی، مرشد و رہنما اور بیک کچھ تھے۔  
۴۔ اگر قبول افتد زہے عز و شرف

یکے از غلامان و بار آوان شریف

سید نور محمد قادری

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کی خوشی میں عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے جو تقریب منعقد کی جاتی ہے اسے اصطلاحاً "میلاد شریف" کہا جاتا ہے اور یہ اصطلاح اس طرح حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے یوم ولادت کے ساتھ مخصوص ہے کہ صائب کرام اور آئمہ اہل بیت میں سے کسی کے بھی یوم ولادت کو "میلاد شریف" کے نام سے نہیں پکارا جاتا یا ایسا کہنے کو سوتے ادب اور گستاخی سمجھا جاتا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ جب ہندوی فرقہ نے حیدر آباد دکن میں ایک سازش کے ذریعے سرکاری جنتری میں سید محمد ہندی جو پوری کے یوم پیدائش کے غانہ میں "میلاد شریف" کا لفظ پھرایا تو پورے ہندوستان میں عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں احتجاج کی زبردستی اُٹھ گئی اور جب تک سرکاری جنتری میں سے ہندی جو پوری کے نام کے سامنے سے میلاد شریف کے لفظ کو نکال نہ دیا گیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں نے پتھر کا سانس نہ دیا۔

جناب پروفیسر الیاس برنی مرحوم نے اس قصہ بلکہ تفسیر کو اپنے خط بنام شاہین شاہ سہادہ نشین دربار پھلوری شریف میں اس طرح بیان کیا ہے۔

"میلاد شریف کا قصہ یہ ہے کہ یہاں ایک سرکاری جنتری خالی ہوتی ہے جس میں تعطیلات بھی درج رہتی ہیں۔ تعطیلات کے سلسلہ میں دوازدہم شریف، یازدہم شریف، فاتحہ، عرس یہ اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ جنتری علی کرم اللہ وجہہ کی تعطیل میں لفظ "ولادت" استعمال ہوتا ہے تاکہ میلاد مبارک سے امتیاز رہے لیکن اپنے اطراف اور مسلمانوں کی عدم توجہی سے فاتحہ اٹھا کر اسی جماعت



اللہ کی سرتاب قدم شان ہیں یہ  
ان سائیں انسان وہ انسان ہیں یہ  
قرآن تو ایمان بتاتا ہے انہیں  
ایمان یہ کہتا ہے۔ میری جان ہیں یہ

علیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ



نے یہ محمد جو پوری کی تعطیل میں لفظ "میلا و شریف" درج کرالیا ،  
حالاں کہ کم از کم حیدرآباد میں میلا و شریف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے واسطے مخصوص رکھتے ہیں حتیٰ کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے واسطے لفظ  
"ولادت" استعمال کرتے ہیں کہ اصطلاحات میں بھی فرق مراتب ملحوظ ہے  
اول خانگی طور سے حمدوی جماعت کو اس فرق پر توجہ دلائی گئی لیکن جب  
وہ راضی نہ ہوئی تو حکم ہو گیا کہ سرکاری جنتری میں لفظ "میلا و شریف"  
درج نہ ہوگا۔ حمدوی اپنے طور پر کہیں تو وہ جانیں۔

غرض کہ امت محمدیہ اس مقدس دن کو بڑے ادب، احترام اور اہتمام سے  
منانے لگی ہے لیکن بدقسمتی سے دیوبندی حضرات ربا شناسے چند اس مبارک  
مقدس دن کی اہمیت کو کم کرنے کے لئے اسے بدعت قرار دیتے ہیں اور جہاں  
بس چلے تو مولود شریف کو روکنے اور بند کرنے یا کرانے کے لئے کسی قسم کا حربہ  
استعمال کرنے سے نہیں بچکے جیسے مثلاً جب نواب صدیق حسن خاں ریاست بھوپال  
کے سیاہ و سفید کے مالک بنے تو ریاست میں میلا و شریف کی مجالس کو حکماً بند کر دیا۔  
محترمہ اکبر و بیگم صاحبہ نے اس مسئلہ کو نواب سلطان جہاں بیگم سابق فرمانروا بھوپال کی  
زبانی اس طرح بیان کیا ہے۔

"اٹھائے گفتگو میں ہر تائیں نواب سلطان جہاں بیگم صاحبہ  
جی۔ سی۔ ایس۔ آئی فرمانروائے بھوپال دام اقبالہ نے مجھ سے فرمایا کہ  
جس زمانے میں نواب صدیق حسن خاں صاحب مرحوم نے محفل میلا و  
کی رسم بھوپال میں موقوف کر دی تھی ایک روز مجھے اس کی نسبت بہت  
افسوس کے ساتھ خیال آیا کہ ایسی متبرک محفل کو اپنے یہاں کیوں قائم کروں  
بار بار مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت مجبور کرتی

تھی کہ میں آپ کی ولادت کے دن اپنے یہاں خوشی کا اظہار کروں لیکن  
اس مصلحت سے میں اور عالی جناب نواب سلطان الدولہ صاحب مرحوم  
نور اللہ مرقدہ اپنے دلی ارادے میں ناکامیاب رہتے تھے کہ محترمہ  
سرکار خلد مکان اور نواب صدیق حسن خاں صاحب ضرور یہ تصور فرمائیں  
مجھے کہ ہماری رشتے کے خلاف محفل میلا و جاری کی ہے۔ تب میں  
نے خدا سے التجا کی کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیدائش کے دن میرے  
یہاں کوئی خوشی کی تقریب ہو جائے تاکہ مجھے اس جیلے سے عین ولادت  
کے دن مسرت ظاہر کرنے کا موقع حاصل ہو۔ قدرت الہی اور معجزہ ،  
حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم غور کے قابل ہے کہ صاحبزادی  
آصف جہاں صاحبہ مرحومہ کے بعد پندرہ سال تک کوئی اولاد مجھے نہیں  
ہوئی اور سب کو یہی یقین تھا کہ اب اولاد نہ ہوگی۔ لیکن خدا تعالیٰ نے  
میری التجائی اور ۸ ربیع الاول پر روز سید صاحبزادہ حمید اللہ خاں  
صاحب زاد اللہ عمر پیدا ہوئے اور مجھے اس روز سید کو خوشی کے  
اظہار کا موقع مل گیا۔ اس دن سے اب تک ہر سال ۸ ربیع الاول کو  
مید میلا و اس طرح منائی جاتی ہے کہ مسجد میں خوب روشنی کی جاتی ہے  
اور والا کو درود شریف کا ثواب پہنچایا جاتا ہے۔ عمدہ طعام پکا کر  
خرما اور دوسلوں کو تقسیم کیا جاتا ہے۔" لے

سید مبارک کو حکماً بند کرانے کے فیصلہ کا نتیجہ نواب صاحب کے حق میں بہت  
اور وہ ملکہ ہی معزول کر دئے گئے۔ یہ فتح علی شاہ صاحب ساکن کھرہ دیسیاں  
کی طرف سے ہو کر رہے ہیں۔

"میرے زمانے میں دو واقعات عبرت انگیز واقع ہوئے ہیں۔



اول: نواب محمد علی خاں بہادر والی ٹونک نے ایک کتاب "مرآة السنۃ السنیۃ لرواق المجاس المولد" لکھی اس میں مجاس میلاد کے متعلق بہت سخت سست لکھا آخر چند روز کے بعد ہی حکومت ٹونک سے معزول کر کے بنارس میں نظر بند کئے گئے۔

دوم: نواب صدیق الحسن بہادر نے ریاست بھوپال میں امیر الملک والا جاہ کا خطاب حاصل کیا۔ کسی نے اتفاقاً ان کے زیر حکومت محفل میلاد منعقد کی۔ نواب صاحب نے اس کو سخت دھمکایا اور حکم دیا کہ اس کا مکان کھود کر معدوم کیا جائے۔ تھوڑے ہی دن گزرے کہ نوابی جاتی رہی کسی نے معزولی کی تاریخ یوں لکھی ہے۔

چوں نواب بھوپال معزول شد بکچرید پند ایہا العناقلوں  
پے سال تاریخ ہاتف زغیب چنیں گفت لا یفلاح الظالمون  
حکیم الامت حضرت علامہ محمد اقبال رحمۃ اللہ علیہ عاشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم تھے  
میلاد شریف کی مجالس میں خود شرکت فرماتے اور عوام کو ان بابرکت مجالس میں شرکت  
کرنے لئے تلقین کرتے اور جب انہیں معلوم ہوتا کہ فلاں علاقہ میں میلاد شریف کی  
مجالس منعقد ہوتی ہیں تو بہت خوش ہوتے۔ تفصیل ملاحظہ ہو۔

۱۔ لاہور میں میلاد شریف کا باقاعدہ اجتماع ۱۹۱۷ء میں اسلامیہ کالج لاہور  
میں منعقد ہوا جس کی صدارت پیر سید جماعت علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ  
دربار علی پور شریف (سیالکوٹ) نے کی مقررین میں حضرت علامہ اقبال بھی شامل  
تھے۔ اس مشہرک جلسہ کی روداد رسالہ "تہذیب نسواں" میں شائع ہوئی  
جو درج ذیل ہے۔

"ہمیں اس بات کے دیکھنے سے بہت خوشی ہوئی کہ "تہذیب نسواں" کا

میلاد سال کا نٹھا سا بویا ہوا بیج، اس سال اچھا پھل لایا۔ اس سال کے بڑے نامی  
افراد نے میلاد کے خاص پرچے (نمبر) لکائے۔ علماء مہتمدین نے  
میلاد کو قومی طور پر منانا نہایت ضروری سمجھا اور اس کے لیے اشتہار جاری کئے۔  
پھر میں حضرت صوفی حاجی عافض سید جماعت علی شاہ کی طرف سے اہل اسلام شہر  
کو عام منادی کی گئی کہ تمام دکاندار اور اہل حرفہ اپنا اپنا کام بند رکھیں اور دن  
بھر ہمتائیں۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا۔

فماز ظہر کے بعد نماز عشاء تک اسلامیہ کالج لاہور میں عظیم الشان جلسہ رہا۔  
اس میں علمائے دین اور مشاہیر واعظ اور خوش بیان لیکچرار تقریریں اور وعظ کرتے  
رہے۔ تقریریں بیان شاعروں نے نہایت مؤثر نظمیں پڑھیں۔ اثر کا یہ حال تھا کہ  
بہت دیر تک لوگ بے تاب ہو کر بیٹھیں مارتے تھے۔

علامہ محمد اقبال نے نہایت خوبی سے لوگوں کو یہ بات سمجھائی کہ جلسے صرف تماشا  
کی بلکہ قومیت کو مضبوط کرنے اور ان کی پھیلی قوم کی شخصیت کو ایک کرنے کے لئے  
ہی کا ہوا بہت ضروری ہے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک ساری قوم اپنے بزرگوں  
کے حالات میں کر خود ان عظیم الشان بزرگوں کی ذریت ہونے کا فخر اور گھمنڈ میں  
پیدا کرے گی۔ تب تک ان کے سینوں میں الوالعزی اور بلند حوصلگی جوش زن  
نہیں ہو سکتی۔

علامہ القادر نے بہت خوبی سے پیغمبر خدا کے احسانات کا ذکر شروع کیا اور کہا  
کہ ان احسان کو کوئی کس طرح بیان کر سکتا ہے جن کی کوئی حد و غایت نہیں۔ میں  
کو اگر اس جاری کام سے کس طرح عہدہ برآ ہو سکتا ہوں۔ میں تبرکاً اس سلسلہ عظیم  
کی ابتدا انتہا میں صرف دو باتوں کا کچھ ذکر کروں گا۔ پھر انہوں نے بتایا کہ  
ابن ابی اسحاق نے کہا کہ "قرآن پاک" ہے جو رہ امت کے لئے لے کر آئے  
ہے۔ آخر احسان قیامت کو آپ کی شفاعت ہوگی۔

علامہ علی خاں بی۔ اے نے نہایت پرجوش تقریر کی اور افسوس سے کہا کہ



لاہور میں کم از کم مسلمانوں کی ایک لاکھ آبادی ہے، جس میں پچاس ہزار عورتیں سمجھ لو پچاس ہزار مردوں کو لازم تھا کہ وہ سب آج اس کالج کے میدان میں ہوتے اور اس کالج کے گرد نعرۃ "یا رسول اللہ" لگاتے اور درود شریف کے ذکر سے یہ میدان گونج اٹھتا۔

شمس العلماء - مفتی عبداللہ صاحب (لکھی شمس العلما مولوی عبدالحمید صاحب پیر حاجی سید جماعت علی شاہ صاحب نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اخلاقی دشمنان پر تقریریں کیں۔

۲۔ ۱۹۲۹ء اور ۱۹۳۰ء میں حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے سجادہ نشین ملتان علامتہ کرام، ہمشاہیر قوم اور سیاسی اکابرین کے ساتھ مل کر میلاد شریف کو منانے کے لئے اخبارات میں مندرجہ ذیل اپیل شائع کی۔

"اتحاد اسلام کی تقویت - حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اجلال، حضور کی سیرت پاک کی اشاعت اور ملک میں بانیانِ مذہب کا صحیح احترام قائم کرنے کے لئے ۱۲ ربیع الاول کو ہندوستان کے طول و عرض میں ایسے عظیم ترین تبلیغی جلسوں اور مظاہروں کا انتظام کیا جائے جو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کی عظمت قدر کے شایانِ شان ہوں اور جنہیں دنیا محسوس کر سکے۔ اس دن ہر ایک آبادی میں علم اسلام بلند کیا جائے اور تمام فرزندان اسلام بلا استثنا اس علم کے نیچے جمع ہو کر خداوند پاک سے عہد کریں کہ وہ ہر قدم پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نقش قدم تلاش کریں گے۔ ان ہی کی محبت میں زندہ رہیں گے اور ان ہی کی اطاعت میں جان دیں گے۔

انجمن حمایت اسلام کی جنرل کونسل نے قوم کی اس متحدہ آواز پر

ایک کتے بوسے فیصلہ کیا ہے کہ یوم ولادت سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کو اسلامیہ کالج کے وسیع میدان میں ایک عظیم الشان جلسہ کر کے لاہور میں اسوۂ رسول روحی فداہ کی اشاعت کرے اور اس شان سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے احترام و اجلال کا علم بلند کرے کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن لاہور کا ایک ایک گوشہ "ورفتناک ذکرک، کی تصویریں جلتے۔ مسلمان لاہور میں ہزار ہا اختلافات موجود ہوں گے لیکن حضور سید عالم کے عشق و احترام کے بارے میں کوئی اختلاف موجود نہیں ہے اس واسطے انجمن حمایت اسلام بلا لحاظ اختلاف تمام برادران اسلام سے اپیل کرتی ہے کہ وہ انجمن کے ساتھ مل کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے پاک نام اور مبارک کام کو دنیا میں بلند رکھنے کے لئے ایسی گرم جوشی اور عزم و ہمت کے ساتھ کام کریں کہ ۱۲ ربیع الاول کے دن ایک خدا کے ماننے والے اور ایک نبی کے نام لیوا "المسلمون کر حل واحد" کی تصویریں جائیں۔

اس اپیل پر حضرت علامہ کے علاوہ جن اکابرین ملت نے دستخط کئے ہیں۔

ان میں سے چند اہم نام یہ ہیں۔

- ۱۔ سید غلام بیگ نیرنگ انبالہ - ۲۔ مولانا غلام مرشد لاہور
- ۳۔ مولانا شوکت علی - بمبئی - ۴۔ مولانا حسرت موہانی - موہان
- ۵۔ پیر سید مہر علی شاہ - گولڑہ شریف - ۶۔ مولانا قطب الدین عبدلولی - لکھنؤ
- ۷۔ دیوان سید محمد - پاک پتن شریف - ۸۔ مولانا قمر الدین - سیال شریف
- ۹۔ مولانا فاخر - الہ آباد - ۱۰۔ مولانا سید حبیب - دیر "بیاست"
- ۱۱۔ پیر سید فضل شاہ - جلاپور شریف - ۱۲۔ مولانا علی الحاتری - لاہور



۱۳۔ اور مولانا محمد شفیع دہلوی بہار وغیرہم“ شے  
جون ۱۹۳۱ء میں تحریک یوم النبی کے افتتاح کا اعلان کرتے ہوئے حضرت  
علامہ اقبال نے مسلم زما اور اکابر ملت کے ہمراہ ملت اسلامیہ کی خدمت میں یہ اپیل کی۔  
”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم و تربیت کا آفتاب سارے تیرے  
سوسال گزرنے پر بھی نصف النہار پر ہے اور اشراق اللہ تا قیامت نوال  
پذیر نہ ہوگا۔ ہمارے سلف صالحین نے تبلیغ اسلام میں اپنا خون اور  
پسینہ ایک کر دیا تھا اور ہر زمانہ کے ذرائع کو وہ شریعت کے اندر رہ  
کر استعمال کیا تھا، آؤ ہم سب مل کر موجودہ زمانہ کے موثر اور مفید  
ذریعہ تبلیغ کو اختیار کریں اور اس فرض تبلیغ کو ادا کریں جو ہمارے  
ہادی اور تمام عالم کے محسن کامل صلی اللہ علیہ وسلم نے ”بلغوا عنی“ فرما  
کر ہم پر فرض کر دیا ہے۔

ہماری استدعا ہے کہ تمام ہندوستان کے طول و عرض میں سیرت النبی  
کی اشاعت کے لئے ایک ہی دن تبلیغی جلسے کئے جاتیں۔ ایسے جلسے  
جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی رفعت قدر کے شایان شان ہوں اور جنہیں  
دنیا محسوس کر سکے، چونکہ ان جلسوں کو ۱۲ ربیع الاول سے طبعی مناسبت  
ہے کہ یہ تاریخ تمام مبلغین وحی کے سردار اور دنیا کے مبلغ اکبر کے  
پیدا ہونے اور قریش تبلیغ ادا کر کے رحلت فرمانے کی تاریخ ہے اس  
واسطے یہ تبلیغی جلسے ۱۲ ربیع الاول کو کئے جائیں۔ اور تمام شہروں میں  
انعام کے لئے معزز لوگوں کی سیرت کیٹیاں بنا دی جائیں۔ اس دن  
تمام فرزندان اسلام علم اسلام کے نیچے جھک کر یہ اقرار کریں کہ ہم ہر  
قدم پر اسوۂ رسول کی پیروی کریں گے اور ہماری نماز، قربانی، زندگی

اور موت اللہ کے لئے وقف ہوگی۔“  
اس موقع پر جن اکابر اسلام نے حضرت علامہ کا ساتھ دیا ان میں سے چند  
یہ ہیں۔

- ۱۔ مفتی نثار احمد - اگرہ
  - ۲۔ میاں سر محمد شفیع - لاہور
  - ۳۔ مولانا شوکت علی - دہلی
  - ۴۔ مولانا سید غلام بیگ نیرنگ - لہارہ
  - ۵۔ پیر سید مہر علی شاہ - گولڑہ شریف
  - ۶۔ مولانا سید حبیب - لاہور
  - ۷۔ مولانا حسرت موہانی
  - ۸۔ مولانا محمد سجاد - بہار
  - ۹۔ مولانا کشفی نقاشی
  - ۱۰۔ ڈاکٹر شفاعت احمد خاں
  - ۱۱۔ مولانا غلام مرشد - لاہور اور ۱۲۔ مولانا سید علی حارثی - لاہور وغیرہ
- حضرت علامہ اقبال نے ”محفل میلاد النبی“ میں ایک دفعہ تقریر کی جسے اخبار  
”زمیندار“ نے شائع کیا۔ آثار اقبال کے مرتب نے حضرت علامہ کی اس تقریر کو  
اپنے مختصر نوٹ کے ساتھ ”آثار اقبال“ میں شائع کیا ہے۔ وہ نوٹ اور تقریر  
درج ذیل ہے۔

”میلاد مبارک کی محفلوں کو ایک جماعت نے اپنے نادانانہ غلو سے  
کام لے کر محض ایک مجموعہ رسوم بنا دیا ہے۔ دوسری طرف اس کے مقابلہ  
میں ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو سرے سے ان محفلوں ہی کو دنا  
دینا چاہتی ہے۔ حضرت اقبال نے ایک موقع پر اس باب میں جو خیالات  
ظاہر فرماتے ہیں وہ اتنی بڑی حد تک معقول و معتدل ہیں کہ ان کی تقریر  
کی رپورٹ کو ”زمیندار“ کے صفحات سے لے کر ذیل میں درج کیا  
جاتا ہے۔“



حضرت علامہ کا بیان

” زمانہ ہمیشہ بدلتا رہتا ہے، انسانوں کی طبائع، اُن کے افکار اور اُن کے نقطہ ہائے نگاہ بھی زمانے کے ساتھ ہی بدلتے رہتے ہیں۔ لہذا تئو پاروں کے منانے کے طریقے اور مہم بھی ہمیشہ متغیر ہوتے رہتے ہیں اور اُن سے استفادہ کے طریق بھی بدلتے رہتے ہیں۔ یہیں چاہیے کہ ہم بھی اپنے مقدس دنوں کے مراسم پر غور کریں اور جو تبدیلیاں افکار کے تغیرات سے ہونی لازم ہیں اُن کو مد نظر رکھیں۔“

بجملہ اُن مقدس ایام کے جو مسلمانوں کے لئے مخصوص کئے گئے ہیں ایک میلاد النبیؐ کا مبارک دن بھی ہے، میرے نو دیکھ انسانوں کی دماغی اور قلبی تربیت کے لئے نہایت ضروری ہے کہ اُن کے عقیدے کے رو سے زندگی کا جو نمونہ بہترین ہو۔ وہ ہر وقت اُن کے سامنے رہے۔ چنانچہ مسلمانوں کے لئے اسی وجہ سے ضروری ہے کہ وہ اسوۂ رسولؐ کو مد نظر رکھیں تاکہ جذبہ تقلید اور جذبہ عمل قائم رہے۔ ان جذبات کو قائم رکھنے کے تین طریقے ہیں پہلا طریق تو درود و صلوٰۃ ہے جو مسلمانوں کی زندگی کا جز دلایہ شک بن چکا ہے۔ وہ ہر وقت درود پڑھنے کے موقع نکالتے رہتے ہیں۔ عرب کے متعلق میں نے سنا ہے کہ اگر کہیں بازار میں دو آدمی لڑ پڑتے ہیں اور تیسرا بے آواز بلند اللہم صل علی سیدنا وبارک و سلم پڑھ دیتا ہے تو لڑائی فوراً رک جاتی ہے اور متخاصمین ایک دوسرے پر ہاتھ اٹھانے سے فوراً باز آ جاتے ہیں، یہ درود کا اثر ہے اور لازم ہے کہ جس پر درود پڑھا جاتے اس کی یادِ قلب کے اندر اثر پیدا کرے۔ پہلا طریق انفرادی دوسرا اجتماعی یعنی مسلمان کثیر تعداد میں جمع ہوں اور ایک شخص جو حضور آقائے دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کے سوانح حیات سے پوری طرح باخبر ہو، آپ کے سوانح زندگی بیان کرے تاکہ اُن کی

تقلید کا ذوق و شوق مسلمانوں کے قلوب میں پیدا ہو۔ اس طریق پر عمل پیرا ہونے کے لئے ہم سب آج یہاں جمع ہوئے ہیں۔ تیسرا طریق اگرچہ مشکل ہے لیکن بہر حال اس کا بیان کرنا نہایت ضروری ہے وہ طریقہ یہ ہے کہ یادِ رسولؐ اس کثرت سے اور ایسے انداز میں کی جائے کہ انسان کا قلب نبوت کے مختلف پہلوؤں کا خود منظر ہو جائے یعنی آج سے تیرہ سو سال پہلے جو کیفیت حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مقدس سے ہو رہی تھی۔ وہ آج تمہارے قلوب کے اندر پیدا ہو جائے حضرت مولانا روم فرماتے ہیں۔

آدمی دیدار است باقی پوست است

دیدار نیست آنکہ دید دوست است

یہ جو ہر انسانی کا انتہائی کمال ہے کہ اُسے دوست کے سوا اور کسی چیز کی دید سے مطلب نہ ہے، یہ طریقہ بہت مشکل ہے کتابوں کے پڑھنے یا میری تقریر سننے سے نہیں آئے گا۔ اس کے لئے کچھ مدت چیلوں اور بزرگوں کی صحبت میں بیٹھ کر روحانی انوار حاصل کرنا ضروری ہے۔ اگر یہ میسر نہ ہو تو پھر ہمارے لئے یہی طریقہ غنیمت ہے جس پر اُن عمل پیرا ہیں۔

اب سوال یہ ہے کہ اس طریق پر عمل کرنے کے لئے کیا کیا جائے؟ اس سال سے شور برپا ہے کہ مسلمانوں کو تعلیم حاصل کرنی چاہیے۔ ہاں ہاں! ہم میں نے غور کیا ہے تعلیم سے زیادہ اس قوم کی تربیت ضروری ہے اور ملی اعتبار سے یہ تربیت علماء کے ہاتھ میں ہے۔ اسلام ایک خاص تعلیمی تحریک ہے صدر اسلام میں اسکول نہ تھے، کالج نہ تھے، مدرسے نہ تھے لیکن تعلیم و تربیت اس کی ہر چیز میں تھی۔ خطبہ جمعہ، عید، حج، وعظ غرض تعلیم و تربیت عوام کے بے شمار مواقع اسلام



نے ہم پہنچاتے ہیں لیکن افسوس کہ علی کی تعلیم کا کوئی صحیح نظام قائم نہ رہا اور اگر کوئی رہا بھی تو اس کا طریق عمل ایسا رہا کہ دین کی حقیقی روح نکل گئی، جھگڑے پیدا ہو گئے اور علماء کے درمیان جنہیں پیغمبر علیہ السلام کی جانشینی کا فرض ادا کرنا تھا سہمٹول ہونے لگی۔۔۔۔۔

دنیا میں نبوت کا سب سے بڑا کام تکمیل اخلاق ہے، چنانچہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”بعثت لاتمم مکارم الاخلاق“، یعنی میں نہایت اعلیٰ اخلاق کے اتمام کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اس لئے علماء کا فرض ہے کہ وہ رسول اللہ کے اخلاق ہمارے سامنے پیش کریں تاکہ ہماری زندگی حضور کے اسوۂ حسنہ کی تقلید سے خوش گوار ہو جائے اور اتباع سنت زندگی کی چھوٹی چھوٹی چیزوں تک جاری و ساری ہو جائے۔ حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے خربوزہ لایا گیا تو آپ نے کھانے سے انکار کر دیا اور کہا کہ مجھے معلوم نہیں کہ رسول اللہ نے اس کو کس طرح کھایا ہے، مبادا میں ترک سنت کا مرتکب ہو جاؤں۔

کامل بظام در تقلید فرد

اجتناب از خوردن خربوزہ کرد

افسوس کہ ہم میں بعض چھوٹی چھوٹی باتیں بھی موجود نہیں ہیں جن سے ہماری زندگی خوشگوار ہو اور ہم اخلاق کی فضا میں زندگی بسر کر کے ایک دوسرے کے لئے باعث رحمت ہو جائیں۔ اگلے زمانے کے مسلمانوں میں اتباع سنت سے ایک اخلاقی ذوق اور ملکہ پیدا ہو جاتا تھا اور وہ ہر چیز کے متعلق خود ہی اندازہ کر لیا کرتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا رویہ اس چیز کے متعلق کیا ہو گا۔

حضرت علامہ رشیدیہ نے علماء کی جس بے علی کا ذکر کیا ہے وہ اب پیسے سے بھی زیادہ توشہ خاں ہے

حضرت مولانا روم بازار میں جا رہے تھے، آپ کو بچوں سے محبت تھی، بچے کھیل رہے تھے، ان سب نے مولانا کو سلام کیا اور مولانا ایک ایک کا سلام الگ الگ قبول کرنے کے لئے دیر تک کھڑے رہے۔ ایک بچہ کہیں دور کھیل رہا تھا اس نے دین سے چپکار کر کہا کہ حضرت ابھی جاتیے گا نہیں، میرا سلام لیتے جاتیے تو مولانا نے بچے کی غافل دیر تک توقف فرمایا اور اس کا سلام لے کر گئے۔ کسی نے پوچھا حضرت آپ نے بچہ کے لئے اس قدر توقف کیا تو آپ نے فرمایا کہ اگر مولانا صلی اللہ علیہ وسلم کو اس قسم کا واقعہ پیش آتا تو حضور بھی یوں ہی کرتے۔ گویا ان بزرگوں میں تقلید رسول اور اتباع سنت سے ایک خاص اخلاقی ذوق پیدا ہو گیا۔ اس طرح کے بے شمار واقعات ہیں علماء کو چاہیے کہ ان کو ہمارے سامنے پیش کریں۔ قرآن و حدیث کے غوامض بتانا بھی ضروری ہے لیکن عوام کے دماغ ابھی ان مطالبہ عالیہ کے متحمل نہیں، انہیں فی حال صرف اخلاق نبوی کی تعلیم دینی چاہیے۔ حضرت علامہ کے اس بیان یا تقریر کے شروع میں مرتب نے تحریر کیا ہے کہ ایک ایسی جماعت پیدا ہو گئی ہے جو اس مبارک تقریب کو منانے کے درپے ہے حقیقت یہ ہے کہ عید میلاد النبی کو اجتماعی اور قومی سطح پر منانے کے لئے بیویں صدی مسوی کے شروع میں ایک زبردست تحریک اٹھی تھی اور اس تحریک کو کامیاب بنانے میں ”تہذیب نسواں“ لاہور کا بہت اہم حصہ تھا۔ اس تحریک کی دولت چند ہی سالوں میں برصغیر کے گوشے گوشے میں یہ مبارک تقریب قومی سطح پر منائی جانے لگی اور اس کو دیکھ کر ایک ایسا طبقہ جو بظاہر مسلمان کہلاتا ہے اس تحریک کے خلاف کھل کر میدان میں آ گیا۔ اس نام نہاد طبقہ کے رد میں ایک



درومند خانوں سیدہ جمیلہ قطب نے ایک مضمون بعنوان ”انقاذ بزم میلاد“ تحریر کیا جو ۲۵ مارچ ۱۹۱۱ء کے تہذیب میں چھپا۔ یہ مضمون اتنا ہی ایمان افروز اور ضروری ہے۔ جتنا کہ آج سے پچھتر سال پہلے تھا۔ یہ مضمون سبیل الرشاد مرتب سید ممتاز علی کے چار صفحات پر پھیلا ہوا ہے۔ ایک اقتباس ملاحظہ ہو۔

”افسوس ہمارے ہندوستان میں بعض دہمیوں کا ایک ایسا گروہ پیدا ہوا جو پہلے تو میلاد شریف کو جائز سمجھتا تھا وہ فقط قیام کا منکر تھا لیکن اب سرے سے میلاد شریف کو بدعت سمجھتا ہے۔ خبر نہیں یہ لوگ میلاد شریف میں کوئی بات قرآن و حدیث کے خلاف دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ کے پیدا ہونے کی خوشی کو برا سمجھتے ہیں۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا پیدا ہونا ہمارے لئے نعمت عظمیٰ ہے تو مطابق حکم قرآن مجید ”واما نعتھہ ربک فحدث“ کہہ کر اپنے پروردگار کی نعمت کا لوگوں کو ذکر کرنا کیوں نہ آپ کا ذکر کیا جائے اور جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مومنین پر احسان کیا کہ ان میں رسول پیدا کیا اور رسول بھی ایسا جو رحمت اللعالمین ہے تو آیت ”بفضل اللہ وبرحمۃ ہذا لک فیلین“ را اللہ تعالیٰ کے اس فضل و رحمت پر مومنین کو خوب خوشی منانی چاہیے، کے مطابق کیوں نہ سامان سرور یعنی محفل سبائی جائے احباب کو جمع کرنے، شیرینی وغیرہ بانٹنے کے ساتھ رحمت الہی کا بیان کیوں نہ کیا جائے اور انش محفل کیوں نہ کیا جائے جب وہ اس آیت سے ثابت ہے ”من حرم زینۃ اللہ التی اخرج لعبادہ والیطبات من الرزق“، یعنی کس نے حرام کر دیا پاکیزہ رزق کو اور اللہ تعالیٰ کی اس زینت کو جو اس نے اپنے بندوں کے واسطے پیدا کیا۔

چھوہارے کیوں نہ بانٹے جائیں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ”القوا النار لعلہ لیشق تمرہ“ یعنی آؤ ہا چھوہارا دیکرو ورنہ

کی آگ سے بچو۔

مکان کو معطر کیوں نہ کیا جائے جبکہ سب جانتے ہیں کہ خوشبو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہایت محبوب تھی، لوبان کیوں نہ ملایا جائے جبکہ مسلم نے روایت بیان کی ہے:۔ ابن عمر جس وقت خوشبو کی دھونی لیتے تھے تو خالص لوبان کی دھونی لیتے تھے اور لوبان کے ساتھ کافور بھی ملا دیتے تھے اور فرماتے کہ رسول اللہ اس قسم کی خوشبو جلا کر دھونی لیا کرتے تھے، مثلاً۔

متر شبین نے نہ صرف ”میلاد شریف“ کی مخالفت کی ہے بلکہ اس احترام، عقیدت اور تقدس کو بھی عوام کے قلوب سے مٹانے کی کوشش ہے جو انہیں حضور رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک سے ہے کیونکہ ان کے نزدیک محافل میلاد شریف کو نہ کرانے کا سب سے بہتر طریقہ یہی ہے کہ عوام کے دلوں سے محبت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے جذبہ کو ختم کر دیا جائے اس کی ایک مثال ملاحظہ ہو۔ اس مثال کا تعلق ایک ایسی ہستی سے ہے جو علمائے دیوبند میں ”استاذ الملک“ کے لقب سے مشہور و معروف ہے۔ اس سے مراد مولانا سلیمان ندوی صاحب جانشین علامہ شبلی نعمانی ہیں

استاذ الملک نے اپنے مرشد مولوی اشرف علی تھانوی صاحب کی تصانیف و مایفات کے بارے میں ”معارف“، اعظم گڑھ میں ایک مضمون بعنوان ”تکلیف اللہ کے آثار علیہ“ کے نام سے لکھا لیکن اس میں تھانوی صاحب کی تصنیف ”تحفظ الایمان“ کا قصداً ذکر نہ کیا کیونکہ انہیں معلوم تھا کہ اس کتاب کی ایک ایمان سوز عبارت نے عاشقان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے قلوب پر گہرے زخم لگائے ہیں۔ اس پر معارف کے ایک قاری جناب محمد ادریس صاحب گوردگانی نے



جناب یلیمان ندوی صاحب کو جو مراسلہ بھیجا اور ندوی صاحب کی طرف سے اس کا جواب دیا گیا اسے ملاحظہ کریں۔

سوال محمد ادریس صاحب

”مولانا صاحب - السلام علیکم

حکیم الامت کے آثار طیبہ ”معارف فروری ۱۹۲۲ء“ سے جناب کی ارادت ظاہر ہے لیکن مورخ کو تصویر کے دونوں رخ مد نظر ہوتے ہیں، تمام مضمون بار بار دیکھا کتاب ”حفظ الایمان“ جو مولانا کی عقائد میں خاص تصنیف ہے کہیں نظر نہ آئی جس کے ایک توہین آمیز فقرے نے اہل اسلام میں شور برپا کر دیا۔ برادرِ کرم اس فقرے پر خیال آرائی فرما کر اہل ایمان کے شکوک رفع فرمائیں۔ کتاب ”حفظ الایمان“ کا وہ فقرہ حسب ذیل ہے۔

”اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کالی علم غیب تھا تو یہ ناممکن اور اگر جردی تھا تو ایسا زید، بکرہ، مجنوں، دیوانہ بلکہ جمیع حیوانات کو ہے۔“  
جواباً ارشاد ہوتا ہے۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ غنایت نامہ ملا، اس بروقت تنبیہ کا شکریہ جو امید ہے غلوں کے ساتھ کی گئی ہے اور میرا جواب بھی اسی اخلاص پر مبنی ہے۔ حضرت مولانا حکیم الامت کی کتاب ”حفظ الایمان“ کے جس فقرہ کی طرف آپ نے توجہ دلائی ہے وہ معنائی اپنے مقام پر صحیح ہے اور کسی ترمیم یا تصحیح کی اس میں ضرورت نہیں، لیکن چون کہ بعض حضرات کے اعتراضات سے حضرت مصنف کو جب یہ معلوم ہو گیا کہ یہ فقرہ ان بعض حضرات کے لئے معاذ اللہ توہینِ نبوت کا موجب ہوا ہے تو حضرت مددِ وح نے اس کی جگہ اسی معنی کی دوسری عبارت ”حفظ الایمان“ کے دوسرے ایڈیشن میں بدل دی اور بطور ضمیمہ بھی شائع کر دی جو شاید آپ کی نظر سے نہیں گزری چنانچہ وہ عبارت یہ ہے۔“ اگر بعض علوم

غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے۔ مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جائے، ”اللہ

دیکھا آپ نے ندوی صاحب اپنے مرشد کی پہلی ایمان سوز عبارت کو دھرم معنائی صحیح سمجھتے ہیں بلکہ اس میں ترمیم و اصلاح کے بھی قائل نہیں اور عبارت میں جو بادل خواستہ تبدیلی کی گئی ہے وہ غلوں دل سے نہیں کی گئی بلکہ صرف ”چند سر بھرتے“ مولویوں کے خوف سے۔

ندوی صاحب کا یہ کہنا بھی صحیح نہیں کہ دوسرے ایڈیشن یا اس کے بعد کے ایڈیشنوں میں عبارت تبدیل کر دی گئی ہے۔ بازار میں جو عام طور پر حفظ الایمان طبع ہے اس کے متن میں وہ ایمان سوز عبارت بعینہ موجود ہے۔ جناب مولوی صاحب نے تو عبارت کو پیش کرتے وقت مختصر کر دیا ہے۔ عام قارئین کی آگاہی کے لئے پوری عبادت درج ذیل ہے۔

”آپ کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافتِ طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی ہی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر و بلکہ ہر مہمی و مجنوں بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لئے بھی حاصل ہے۔“ ۱۳

خدا کی قدرت تو دیکھئے کہ ایک طرف نام نہاد علماء و فقہاء اشرف ترین اور بزرگ ترین ہستی کے میلاد مبارک کو بدعت اور ناجائز کہتے نہیں تھکتے دوسری طرف ایک دیوانہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنے پس ماندگان کو وحیت



کرتا ہے کہ میرے مرنے کے بعد میرے وہ چند اشعار جو میں نے ایک کاغذ پر لکھ رکھے ہیں میری لحد میں رکھ دیئے جائیں تاکہ میری بخشش کا سامان یہ اشعار بن جائیں۔

جناب سید نذیر نیازی صاحب مرحوم اپنی بے مثل تخلیق ”دانا تے راز“ میں تحریر کرتے ہیں۔

”گرائی کی وصیت تھی کہ ان کی ایک رباعی اور نعت کے چند اشعار جو ایک پرزہ کاغذ پر لکھ رکھے ہیں لحد میں رکھ دیئے جائیں۔ مگر یہ تحریر نزل کی۔ ایک روز بیگم کے خواب میں آئے، کہنے لگے بخشش کا فکر نہ کرو، رباعی اور نعت لوح مزار پر کندہ کرو و تعمیل ارشاد کر دی گئی۔ رباعی یہ ہے۔

غاور دمد از شہم بایں تیرہ شبی  
کوثر چکد از لبم بہ این تشنہ لبی  
اسے دوست ادب کہ در عجم دل بست  
شاہنشاہ کونین رسول مسرلی

نعت کا آخری شعر ہے۔

گرائی در قیامت آں نگاہ معرفت خواہد  
کہ در آغوش گیر و حرم ہائے بحالش را“

(۳) حضرت علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ کے ایک دوست محمد جمیل صاحب نے جب انہیں یہ اطلاع دی کہ جنوبی ہندوستان میں عید میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم بڑی عقیدت و احترام سے منائی جا رہی ہے تو بہت خوش ہوئے اور انہیں جواباً تحریر فرمایا۔

”مجھے اس اطلاع سے بے حد مسرت ہوئی کہ جنوبی ہندوستان میں

”یوم النبی“ کی تقریب کے لئے ایک ولولہ پیدا ہو گیا ہے، میں سمجھتا ہوں کہ ہندوستان میں ملت اسلامیہ کی شیرازہ بندی کے لئے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہماری سب سے بڑی اور کارگر قوت ہو سکتی ہے، مستقبل قریب میں جو حالات پیدا ہونے والے ہیں ان کے پیش نظر مسلمانان ہند کی تنظیم اشد لازمی ہے۔

عبد الحمید صاحب قریشی بانی تحریک سیرت آج تشریف لائے ہوئے تھے، میں نے انہیں بتایا ہے کہ کس طرح اس تحریک کو ہندوستان میں خدمت اسلام کے لئے موثر و مفید بنایا جاسکتا ہے۔

جناب قریشی صاحب کی قائم کردہ ”سیرت کمیٹی“ کی کامیابی اور تبلیغی کوششوں سے متاثر ہو کر حضرت علامہ نے چند درمند مسلمان دوستوں کے ہمراہ درج ذیل بیان جاری کیا جس میں سیرت کمیٹی کی خدمات کو سراہا ہے اور قدر کی نگاہوں سے دیکھا ہے۔

”حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کی اشاعت و اطاعت

دونوں جہاں کی سعادت اور سرخروئی کا سرچشمہ ہے۔ اگر مسلمان حضور

صلی اللہ علیہ وسلم کے عظیم الشان اخلاق و اعمال کو اپنے سامنے رکھ کر

ان کے مطابق زندگی بسر کرتے تو اقوام عالم میں وہ سب سے اونچی

جگہ کے مستحق ہوتے اور اب بھی ان کے منظم اور متحد ہونے، بھائی

بھائی بننے، دولت ایمان حاصل کرنے اور اسلام کی عظمت اور سچائی

نیک پہنچنے کا سب سے سچا اور سیدھا راستہ ایک ہی ہے اور وہ یہ

ہے کہ مسلمان اپنی عملی اور اخلاقی زندگی میں رسول اللہ کے نیک نمونہ کی پیروی کریں۔

یہ حقیقت متوجہ بیان نہیں کہ سیرت کمیٹی پٹی ر ضلع لاہور کی



نیک کوششوں سے مسلمانان عالم سیرت پاک کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں اور تمام دنیا سے اسلام کے اکابر، علماء اور سلاطین تک نے اس تحریک کا غیر مقدم کیا ہے، مزید برآں سیرت کیٹی کے نصف درجن سے زیادہ مبلغ اور داعی ہندوستان اور غیر ملکی میں مصروف عمل ہیں اور سب سے زیادہ قابل قدر اور لائق تعریف بات یہ ہے کہ سیرت کیٹی اس مبارک تحریک کو شروع ہی سے تجارتی بنیادوں پر چلا رہی ہے اور گزشتہ چار سال کے عرصے سے اسے پبلک چندہ سے پاک رکھا گیا ہے اور تحریک اور اس کے مبلغوں کے اخراجات اخبار "ایمان" اور کتب سیرت کے منافع سے پورے کئے جاتے ہیں۔

سیکرٹری کی رپورٹ سے معلوم ہوا ہے کہ سیرت کیٹی اپنے مبلغوں کی جماعت کو سرحد، سندھ، گجرات، سی پی اور بمبئی کے علاقوں میں بھیج رہی ہے تاکہ وہ مسلمانوں کو حضرت رحمۃ اللعالمین کے نقش قدم کی پیروی کی دعوت دیں۔ ہم ان صوبوں کے معززین، امراء، علماء اور اسلامی مجلس کے اراکین سے بزرگ استدعا کرتے ہیں کہ وہ سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مبلغوں اور سفیروں کی ان کے نیک اور عظیم الشان کام میں تہ دل سے امداد فرمائیں۔ عرض کرنے کی ضرورت نہیں کہ اس کائنات میں سب سے زیادہ بابرکت، مقبول و مفید اور قابل عزت کام جو خدا تعالیٰ کی خوشنودی اور خلق خدا کی بہبود کا جامع ہو یہ اور صرف یہ ہے کہ فرزندان اسلام متحد اور متفق ہو کر پوری مستعدی اور اخلاص سے حضرت ختم المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ پاک کی منادی کریں اور اس حقیقت کو اچھی طرح سمجھ لیں کہ اسوۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شان کرنا دین و دنیا، منفعت و نجات، مذہب و سیاست اور رضائے حق اور قبول الہی کے جملہ سرشتوں کی جانی ہے۔" ۱۵

۱۵: اقبال دیوبند ۱۹۵۵ء مضمون محمد حنیف شاہ صفحہ ۸۲-۸۳

مجلس میلاد شریف میں "قیام" ایک اہم مسئلہ ہے اس کے متعلق سید ممتاز علی صاحب دیوبندی اور سر سید احمد خاں صاحب مرحوم کے قول و فعل کا مطالعہ بھی پچھپی سے خالی نہیں۔

سید ممتاز علی صاحب کا ارشاد ہے۔

"رہا قیام۔ مجھے ایسی محفل میلاد میں شریک ہونے کا اتفاق نہیں ہوا جس میں قیام ہوا ہو، بہت سے لوگ اس قسم کی محفلوں میں قیام بھی نہیں کرتے، مگر جو کرتے ہیں وہ بُرا نہیں بلکہ اچھا کرتے ہیں۔۔۔ جب کسی کے مرنے پر نامی جلسہ کیا جاتا ہے تو تقریروں کے بعد جب موت کے افسوس کا ریزو لیوشن پاس ہونے لگتا ہے تو اس وقت سب حاضرین مجلس کھڑے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب اس عزیز مرحوم کی تعظیم کا نشان ہے اور سمجھا جاتا ہے کہ وہ روح اس وقت وہاں موجود ہے اور بہت اغلب ہے کہ وہ موجود ہوتی ہو۔ پس بڑی حیرت اور شرم کی بات ہے کہ ہم دنیا کے معمولی آدمیوں کی روح کی کھڑے ہو کر تعظیم بجالائیں اور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پر فتوح کی تعظیم نہ کریں۔۔۔ جب ہم پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک کے آنے کا ذکر کرتے ہیں تو میں اس کے صرف یہ معنی سمجھتا ہوں کہ ہم اس وقت اس روح مطہر کے اعلاۃ رویت و سماعت میں آ جاتے ہیں۔ پس ہم اگر آپ کی نگاہ و سماعت میں آ گئے تو یہی آپ کی تشریف آوری ہے اور یہی آپ کی خدمت میں ہماری حاضری" ۱۶

سر سید احمد خاں کی مجلس میلاد شریف میں حاضری کے ایک عینی شاہد کا بیان ہے۔

۱۶: سبیل الرشاد تعینف سید ممتاز علی دیوبندی صفحہ ۱۴۹ تا ۱۵۱



”میری اپنی ذاتی ایمانی شہادت یہ ہے کہ میں نے سرسید کو مسجد میں مسلمانوں کے ساتھ نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ کالج کے طالب علم سالانہ محفل میلاد منعقد کرتے تھے اس میں سرسید آکر بیٹھتے تھے اور آخر تک بیٹھے رہتے تھے، سلام کے موقع پر سب کے ساتھ کھڑے ہو جاتے تھے اور سب کے ساتھ بلند آواز سے سلام پڑھتے تھے۔“ ۱۷۱

مندرجہ بالا عبارتوں پر ہم اپنی طرف سے کچھ نہیں کہنا چاہتے یہ اپنی وضاحت آپ ہیں۔

اب آخر میں حضرت علامہ رحمۃ اللہ علیہ کے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق جناب فقیر سید وحید الدین کی ایک مختصر تحریر اور حضرت علامہ کے چند نعتیہ اشعار پیش کر کے اس موضوع کو سمیٹا جاتا ہے۔ اگر زندگی نے وفا کی تو اس موضوع پر انشاء اللہ تفصیلی بحث کی جائے گی جس کا یہ بجا طور پر مستحق ہے۔

فقیر سید وحید الدین فرماتے ہیں۔

”ڈاکٹر محمد اقبال کی سیرت اور زندگی کا سب سے زیادہ متنازعہ موضوع اور قابل قدر وصف جذبہ عشق رسول ہے، ذات رسالت کتب کے ساتھ انہیں جو اہلانہ عقیدت تھی اس کا اظہار ان کی چشم نمناک اور دیدہ تر سے ہوتا تھا کہ جہاں کسی نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نام ان کے سامنے لیا ان پر جذبات کی شدت اور رقت طاری ہو گئی اور آنکھوں سے بے اختیار آنسو رواں ہو گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام آتے ہی اور ان کا ذکر چھڑتے ہی اقبال بے قابو ہو جاتے۔“

عشق رسول ڈاکٹر اقبال کے رگ و پے میں سرایت کر گیا تھا اور ان کے ذہن و فکر پر چھا گیا تھا وہ کتنے بڑے فلسفی تھے اور فلسفہ کا

سارا معاملہ عقل کے بل بوتے پر چلتا ہے۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت کو وہ عقل کی کسوٹی پر جانچنے کی جرأت نہ کرتے تھے، اس معاملہ میں وہ ایمان بالغیب کے قائل تھے۔ پس جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمادیا وہ دین و ایمان اور سر آنکھوں پر! اس بارگاہ میں چون و چرا کی گنجائش نہیں، سمعنا و اطعنا اطاعت، فرمانبرداری اور غلامی یہی ایمان کی دلیل بلکہ بنیاد ہے۔

بہ مصطفیٰ برساں خویش را کہ دیں ہمہ دوست

اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

اقبال کی شاعری کا خلاصہ جو ہر اور لب لباب عشق رسول اور اطاعت رسول ہے۔ میں نے ڈاکٹر صاحب کی صحبتوں میں عشق رسول کے جو مناظر دیکھے ہیں ان کا لفظوں میں اظہار بہت مشکل ہے، وہ کیفیتیں بس محسوس کرنے کی تھیں۔“ ۱۷۲

نعتیہ اشعار :

روح بھی تو قلم بھی تو تیرا وجود الکتاب  
گنبد آگینہ رنگ تیرے محیط میں احباب  
عالم آب و خاک میں تیرے جلو سے فروغ  
ذرا رنگ کو دیا تو نے طلوع آفتاب  
شوکت سخن و سلیم تیرے جلال کی نمود  
فقر جنید و بایزید تیرا جمال بے نقاب  
شوق ترا اگر نہ ہو میری نماز کا امام  
میرا قیام بھی حجاب میرا سجد بھی حجاب



تیری نگاہ ناز سے دونوں مراد پائے  
عقل غیاب و جستجو عشق حضور و اضطراب

(بال جبریل)

پیش او گیتی جنیں فرسودہ است  
جو ہر اوس نے عرب نے انجم است  
عبد صورت گر تقدیر با  
عبد ہم جانفز اہم جانستان  
عبد دیگر عبد چیز سے دگر  
عبد دہراست و دہرا عبد است  
عبد با ابتدا بے انتہاست  
کس ز سر عبد آگاہ نیست  
لا اللہ تیغ و دم او عبد  
عبد چند و چگون کائنات

مدعا پیدا نہ کر دو زین و دوسیت

تاز بینی از معتم ماز میت

(جاوید نامہ)

بیا اے ہم نفس با ہم بالیم  
دو حرف بر مراد دل بجویم  
مسلمان آن فقیر کج کلا ہے  
دلش نالہ چرانا لہ جو نہ اند  
بہ پایاں چوں رسد ایں عالم پیر  
مکن رسوا حضور خواجہ مارا  
صلی اللہ علیہ وسلم

من و تو کشتہ شان جمالیم  
پپائے خواجہ چشماں را بالیم  
رمید از سینہ او سوز آہے  
نگاہے یار رسول اللہ نگاہے  
شود پے پردہ ہر پوشیدہ تقدیر  
حساب من ز چشم او نہاں گیر

(ارمغان حجاز)

سید نور محمد قادری پک نمبر ۵۸ شالی ضلع گجرات ۲۲ رمضان المبارک ۱۳۸۶  
۶ جون ۱۹۸۶

# دعوت

وَأَقْرِضُوا اللَّهَ قَرْضًا حَسَنًا

اور اللہ کو اچھا قرض دو

وَمَا تَقْدِرُوا إِلَّا أَنْفُسُكُمْ مِنْ خَيْرٍ تَجِدُونَهَا

اور اپنے لئے جو بھلائی آگے بھیجے گئے اُسے

عِنْدَ اللَّهِ هُوَ خَيْرٌ وَأَعْظَمُ أَجْرًا

اللہ کے پاس بہتر اور بڑے ثواب کی صورت میں پاؤ گے

(المزمل ۳۰)